Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

# Iconography in the Narrations of Sayyidah Umm Salamah(Case Study)

## مروياتِ سیدہ امِ سلمہ میں شمائل نگاری کا خصوصی مطالعہ

**Mahak Bano**
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, The University of Lahore,Lahore
banomehak15@gmail.com
**Dr.Aqeel Ahmad**
Associate Professor Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

**ABSTRACT**
*In Islamic history, Umm al-Mu'minin Sayyidah Umm Salamah (may Allah be pleased with her) is counted among those noble women who not only made sacrifices in the early days of Islam but also joined the wives of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and passed on the treasure of knowledge and wisdom to the Ummah. Her personality stands out as a high-ranking scholar, jurist, and hadith scholar. The Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) taught respect for the Ahlul Bayt, and the greatness and excellence of his Ahlul Bayt is proven in the Quran and in many hadiths of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him). Umm al-Mu'minin Hazrat Sayyidah Umm Salamah (may Allah be pleased with her) narrates that the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) said: I curse six people, and Allah curses them, and every prophet who is answered in prayer also curses them. From a jurisprudential perspective, the explanation of whether to pray sitting or standing in the narrations of Sayyidah Umm Salamah (may Allah be pleased with her) is very wonderful. The Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) used to pray sitting and sometimes he would start by sitting and then stand up. From a jurisprudential perspective, the ruling on the name of menstruating women from the narrations of Umm Salamah (may Allah be pleased with her) is important. Women used to pray with the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and would also ask questions if a woman's previous menstrual habits were determined.*

***Keyword**: Sayyidah Umm Salama, Traditions, Teachings, Contemporary Studies, Jurisprudential Services*

ازواج مطہرات آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ بیویاں ہیں جن کو قرآن میں اللہ رب العزت نے "اُمہات المومنین "یعنی مومنین کی مائیں کہہ کر مخاطب کیا۔اسلامی تاریخ اور علم حدیث کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات کا کردار نہایت اہم اور قابل ذکر ہے۔ان پاکیزہ ہستیوں نے نہ صرف نبی کریم ﷺ کی ذاتی زندگی کو قریب سے دیکھا بلکہ آپ ﷺ کے اخلاق،عادات،عبادات،اور شمائل کو اُمت تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ان تمام ازواج مطہرات میں سیدہ اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار ان جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے جہنوں نے نبی کریم ﷺ کے شمائل کے بہت سارے پہلوؤں کو روایت کیا۔

### 1:تعارف اور خاندان

اُم المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان جلیل القدر خواتین میں ہوتا ہے جو علم فہم اور بصیرت میں اپنی مثال آپ تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت باوقار اور دانشمند خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول ﷺ اور اُم المومنین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جلیل القدر صحابیہ، عالمہ، فقیہہ، اور محدثہ کے طور پر بھی ممتاز مقام رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہ صرف ابتدائے اسلام میں قربانیاں دیں بلکہ پوری زندگی نبی کریم ﷺ کی معیت میں رہ کر علم و حکمت کے موتی چُنے اور پھر اُمت تک مُنتقل کیے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کے گھرانے کی وہ قندیل ہیں جس سے پوری اُمت کو روشنی ملی۔

### نام و نسب اور پیدائش

اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار قریش کی معزز اور بااثر خواتین میں ہوتا ہے۔ ان کا نسب رسول اللہ ﷺ سے پانچویں پشت میں جا کر ملتا ہے۔ آپ کا اصل نام ہند بنت ابی امیہ اور کُنیت اُم سلمہ تھی آپ کا نسب نامہ کچھ یوں ہے۔

"ہند بنت أبي أمية بن المغيرة بن عبد الله بن عمر بن مخزوم"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعثت سے تقریباً 28 سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔(الزبیدی (1414ھ)، تاج العروس، 10/208)

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے نام، نسب اور ابتدائی زندگی کے بارے میں ابن سعد لکھتے ہیں:

هِنْدُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ المغِيرَةِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْزُومٍ، وَأُمُّهَا عَاتِكَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ.(ابن سعد (1410ھ)الطبقات الکبری، ذکر أم سلمة، ج8، ص86)

ہند بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہیں، اور ان کی والدہ عاتکہ بنت عبد المطلب بن ہاشم تھیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا قریش کے اعلیٰ نسب اور رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، لہٰذا ان کا دینی شعور اور تربیت کا معیار آغاز ہی سے بلند تھا۔ اور پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کے گھر تشریف لائیں تو اس شعور نے عروج کی منازل نبی کریم ﷺ کی معیت میں طے کیں۔

### 2: خاندانی پس منظر

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا بچپن قریش کے معزز اور تعلیم یافتہ گھرانے میں گزرا۔ ان کے والد ابو اُمیہ سفری سخاوت اور شرافت کے لیے مشہور تھے۔

ابو اُمیہ بن مغیرہ کو "زاد الراکب" (مسافروں کو خود کفیل بنا دینے والا) کہا جاتا تھا، کیونکہ وہ قافلوں کے تمام اخراجات خود اٹھا لیا کرتے تھے۔ اس اعلیٰ تربیت گاہ میں پرورش پانے والی اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے علم و حکمت کی بنیاد بچپن ہی سے حاصل کر لی۔(ابن سعد، محمد بن سعد(1410ھ)، الطبقات الکبری، 8/86)

### نبی کریم ﷺ سے نکاح

حضرت اُم سلمہ کا پہلا نکاح ابو سلمہ سے ہوا تھا جو نبی کریم ﷺ کے صحابی اور چچا زاد بھائی تھے (ابن ہشام، عبدالملک (1420ھ)، السیرۃ النبویۃ، 2/114)

حضرت ابو سلمہ کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا، اور وہ امہات المومنین میں شامل ہوئیں۔

فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ غَيْرَى، وَإِنِّي ذَاتُ عِيَالٍ، فَقَالَ: أَمَّا غَيْرَتُكِ فَأُذْهِبُهَا اللَّهُ، وَأَمَّا عِيَالُكِ فَإِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ.(ابن كثير، اسماعيل بن عمر (1420ھ)، البدایہ والنہایہ، 178/4)

جب ان کی عدت پوری ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے عرض کیا: "میں غیرت رکھنے والی عورت ہوں اور میرے بچے بھی ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہاری غیرت کو دور فرمائے گا اور بچوں کا ذمہ اللہ اور اس کے رسول پر ہے۔"

اسی سے مطابقت رکھتی ابن سعد کی روایت ہے:

فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ غَيْرَى، وَإِنِّي ذَاتُ عِيَالٍ، فَقَالَ: أَمَّا غَيْرَتُكِ فَيُذْهِبُهَا اللَّهُ، وَأَمَّا الْعِيَالُ فَعَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ.(ابن سعد (1410ھ) الطبقات الكبرى، باب أزواج النبي ﷺ، ج8، ص90)

جب ان کی عدت پوری ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے عرض کیا میں غیرت والی عورت ہوں اور میرے بچے بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیری غیرت اللہ دور کر دے گا، اور تیرے بچوں کا بوجھ اللہ اور اس کا رسول اٹھائیں گے۔"

یہ روایت نبی کریم ﷺ کے حُسن اخلاق اور یتیموں پر شفقت اور اہل خانہ کی کفالت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے کس عزت اور وقار سے اپنے نکاح میں لیا۔

### 3: دینی خدمات اور فہم دین:

سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے دین کی خدمت نہ صرف ازواج کی حیثیت سے کی بلکہ علمی رہنمائی، فتویٰ، اور مسائل شرعیہ میں بھی ان کی خدمات مسلمہ ہیں۔

واقعہ صلح حدیبیہ میں ان کا مشورہ نبی کریم ﷺ کے لیے فیصلہ کن ثابت ہوا۔(ابن کثیر، اسماعیل بن عمر(1420ھ)، البدایہ والنہایہ، 178/4)

فَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً، حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ.

آپ ﷺ اُمّ سلمہ کے پاس آئے، تو انہوں نے فرمایا: "اے اللہ کے رسول! آپ باہر تشریف لے جائیں، کسی سے کچھ نہ کہیں، صرف اپنا قربانی کا جانور ذبح کر دیں۔" (ابن کثیر، اسماعیل بن عمر(1420ھ)، البدایہ والنہایہ، 178/4)

یہ واقعہ اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حکمت، شعور، دانائی اور سیاسی بصیرت اور قیادت میں مشورے کے کردار کو نمایاں کرتا ہے۔ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی رائے نبی کریم ﷺ کے لیے فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ آپ ﷺ نے اُن کے مشورے پر عمل کیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا دینی فہم کس قدر بلند تھا۔

## علمِ حدیث میں خدمات

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا شمار اُن صحابیات میں ہوتا ہے جنہوں نے بکثرت احادیث روایت کیں۔ جن پر میرا تحقیقی مقالہ موجود ہے اور اس آرٹیکل میں مرویات کی روشنی میں آئندہ سطور میں شمائل نگاری اور مرویاتِ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تین جہات (عادات واخلاق نبوی، تعلیمات نبوی، اور شمائل نبوی سے متعلقہ فقہی مرویات) پیش کروں گی۔

## مرویات کی تعداد

مشہور روایت کے مطابق آپ سے 378 احادیث مروی ہیں۔

## مرویات کی تعداد میں اختلاف

ائمہ حدیث نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات پر اعتماد کیا ہے، تاہم ان کی مرویات کی تعداد میں اختلاف موجود ہے۔

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"لها ثلاثمائة وثمان وسبعون حديثا."(ابن حجر (1422ھ) الإصابة في تمييز الصحابة، باب أم سلمة، ج4، ص379)

یعنی ابن حجر کے مطابق 378 احادیث مروی ہیں۔

ذہبی فرماتے ہیں:

"رَوَتْ نَحْوَ ثَلاثِمِائَةِ حَدِيثٍ"(الذهبي (1413ھ) سير أعلام النبلاء، باب أم سلمة، ج2، ص225)

یعنی ذہبی کے مطابق 300 سے زائد مرویات شمار کی ہیں۔

جبکہ امام نووی نے ذکر کیا کہ صحیحین میں ان کی 13 احادیث مروی ہیں، اسی بارے ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ: امام نووی کے مطابق صحیحین میں سیدہ ام سلمہ کی مرویات کی تعداد تقریباً 13 ہے۔(ابن عبد البر (1412ھ)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 4/1953)

## فقہی استدال میں مقام و مرتبہ:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فقہی مقام و مرتبہ میں اول درجہ حاصل ہے۔ آئندہ سطور میں فقہی مرویات پیش کروں گی یہاں ایک تمثیل پیش نظر ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا، مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ، فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ.(البخاري (1422ھ)، الصحيح، كتاب الصوم، حديث: 1925، جلد 2، صفحہ 241)

اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ فجر کے وقت جنبی حالت میں ہوتے (جماع کی وجہ سے، نہ کہ خواب میں)، پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

یہ حدیث فقہ الصوم (روزے کے مسائل) میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے اور ان کی روایت کردہ دیگر احادیث بھی عبادات و معاشرت کے کئی پہلوؤں کو واضح کرتی ہیں۔

## وفات

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد 62 ہجری میں ہوئی۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

تُوُفِّيَتْ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ رضي الله عنه بِسَنَةٍ، وَهِيَ آخِرُ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَفَاةً.(ابن عبدالبر (1412ھ) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، باب أم سلمة، ج4، ص1953)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایک سال بعد ہوئی۔ آپ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں وفات پانے والی تھیں۔

## 4:عادات واخلاق نبوی ﷺ

### نبی کریم ﷺ کی صدقات کی تقسیم میں کیفیت

نبی کریم ﷺ کے شمائل اور عادات واخلاق میں سے ہے کہ آپ ﷺ بہت زیادہ سخی مزاج تھے۔ جو مال ودولت آتا اسے غریبوں اور نادار لوگوں میں خرچ کر دیتے اور اگر صدقات کی تقسیم میں دیر ہو جاتی تو آپ ﷺ کے چہراہ اقدس پہ اداسی چھاجایا کرتی تھی، کیونکہ آپ ﷺ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور ہمیں اُم المومنین سیدہ اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دنیا کی قیمتی ترین چیز سونا اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے اس دور میں درہم ودینار سونے کے ہوتے تھے۔ اس بارے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا(م62ھ) روایت کرتی ہیں کہ:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ زَائِدَةَ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاهِمُ الْوَجْهِ، قَالَتْ: فَحَسِبْتُ ذَلِكَ مِنْ وَجَعٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَاكَ سَاهِمَ الْوَجْهِ، أَفَمِنْ وَجَعٍ؟ فَقَالَ: " لَا، وَلَكِنَّ الدَّنَانِيرَ السَّبْعَةَ الَّتِي أُتِينَا بِهَا أَمْسِ، أَمْسَيْنَا وَلَمْ نُنْفِقْهَا، نَسِيتُهَا فِي خُصْمِ الْفِرَاشِ" . (شیبانی،(1340ھ)مسند امام احمد بن حنبل، الرقم الحدیث26672-321/7،)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا میں سمجھی کہ شاید کوئی تکلیف ہے سو میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی کیا بات ہے آپ کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دراصل میرے پاس سات دینار رہ گئے ہیں جو کل ہمارے پاس آئے تھے شام ہو گئی اور اب تک وہ ہمارے بستر پر پڑے ہیں۔

ذرا تصور کیجئے کہ آج کے اس پر فتن دور میں ہم سونا چاندی سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں اپنے لئے بھی مال جمع کرتے ہیں اور پھر اپنی اولاد کی فکر میں اس مال کو بڑھانے میں لگے رہتے ہیں مگر ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے ساری زندگی خود بھی سخاوت کی اور اپنی اُمت کو بھی یہی سبق دیا۔

### نبی کریم ﷺ اور خوشبو

نبی کریم کے شمائل میں سے ہے کہ آپ ﷺ کے نورانی جسم کے پسینہ اطہر میں روئے زمین کی سب سے اعلیٰ خوشبو شامل تھی اور اللہ کریم نے آپ ﷺ کو خوشبوؤں سے معطر کر کے اس روئے زمین پر بھیجا مگر اس کے باوجود آپ ﷺ کے شمائل سے ہی یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ خوشبو استعمال کرتے تاکہ امت کیلئے سنت بن جائے۔ یہاں خوشبو میں چاندی ملانے سے متعلق روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں کئی طرح سے خوشبو استعمال فرمائی ہے جس میں مشک کا بھی ذکر ہے۔

حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الذَّهَبِ يُرْبَطُ بِهِ أَوْ يُرْبَطُ بِهِ الْمِسْكُ , قَالَ: " اجْعَلِيهِ فِضَّةً وَصَفِّرِيهِ بِشَيْءٍ مِنْ زَعْفَرَانٍ" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:24518)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم تھوڑا سا سونا لے کر اس میں مشک نہ ملا لیا کریں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے چاندی کے ساتھ کیوں نہیں ملاتیں، پھر اسے زعفران کے ساتھ خلط ملط کر لیا کرو، جس سے وہ چاندی بھی سونے کی طرح ہو جائیگی۔

روایتِ مذکورہ میں مشک کا ذکر ہے جو محض خوشبو کے لئے لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے ابوبردہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ سے سنا اور ان سے ان کے والد موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری بیچنے والے عطار اور لوہار کی سی ہے۔ مشک بیچنے والے کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور پالو گے۔ یا تو مشک ہی خرید لوگے ورنہ کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور ہی پاسکو گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی یا تمہارے بدن اور کپڑے کو جھلسا دے گی ورنہ بدبو تو اس سے تم ضرور پالو گے۔(محمد بن اسماعیل بخاری(1380ھ) صحیح بخاری، باب صفۃ الانبیاء، رقم:2101)اس روایت میں لفظ مشک سے مراد خوشبو ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ خوشبوؤں میں زیادہ خوشبودار مشک ہے۔ مشک کو اگر ہم تاثیر کے لحاظ سے دیکھیں تو یہ حواس ظاہری و باطنی کے لئے مقوی اور فرحت بخش ہے ۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں مشک کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کی بُو تیز اور عطر رنگ دار ہوتا ہے اس لیے اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ مردوں کے لئے ہے کیونکہ عورتوں کو تیز خوشبو سے منع فرمایا ہے۔

### نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک

نبی کریم ﷺ کو کپڑوں میں قمیص پسند تھی اس بارے میں ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ،حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو تُمَيْلَةَ، وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ،(ابو داؤد،(1380ھ)سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب ماجاء في القميص (۴ ۔ ۴۰۲۵)

”اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کپڑوں سے زیادہ قمیص پسند تھی۔“

ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا کی روایت ہے قمیص کے بارے میں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ،حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ(محمد بن عیسی ترمذي(1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث:55)

” ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: کپڑوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص بہت پسند تھی۔“

زیاد بن ایوب کی سند کے ساتھ امام ابی داؤد نے روایت بھی ذکر کی ہے:

حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ،حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهُ الْقَمِيصُ (ابو داؤد،(1380ھ)سنن ابي داؤد ،الرقم الحديث:4026)

" ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے محبوب لباس قمیص پہننا تھا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قمیص کو پسند کرنا اور اسے محبوب رکھنا اس کی بہت ساری حکمتیں ہو سکتی ہیں اور ان حکمتوں میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قمیص اعضاے بدنی کے لیے فائدہ مند ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الأوطار میں فرماتے ہیں کہ: اس حدیث سے قمیص پہننے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ زیادہ محبوب اس لیے تھی کہ یہ تہبند اور چادر سے زیادہ ساتر ہوتی ہے۔ اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ قمیص ستر کو بھی ڈھانپتی ہے اور جسم کے ساتھ بھی ملی ہوتی ہے اس لیے یہ جسم کا شعار ہے اور اوپر والے کپڑے کو دثار کہتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو چیز جسم کے قریب ہو وہ دور والی چیز کے مقابلے میں زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کو شعار سے تشبیہ دی اور ان کے غیر کو دثار سے تشبیہ دی۔ (صحیح بخاري، کتاب المغازي، باب غزوۃ الطائف، حدیث: ۴۳۳۰)

بعض لوگ اس بات پہ زور دیتے ہیں کہ نبی کریم نے قمیص نہیں کرتا پہنا ہے جبکہ ازواج مطہرات کی روایت میں لفظ قمیص مذکور ہے مزید ان کی تائید میں صحابہ کرام کی مرویات ہیں ایک دوسری روایت میں بھی نبی کریم ﷺ کی قمیض کا ذکر ہے کہ آپ نے قمیض پہنی ہوئی تھی اور ایک دیوانے کا واقعہ حدیث میں کچھ یوں مذکور ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابِي لَيْلَى عَنْ اسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رضی الله عنه رَجُلٍ مِنْ الْانْصَارِ قَالَ : بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيْهِ مِزَاحٌ، بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم فِي خَاصِرَتِهِ بِعُوْدٍ فَقَالَ : اصْبِرْنِي فَقَالَ : اصْطَبِرْ قَالَ : انَّ عَلَيْکَ قَمِيْصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم عَنْ قَمِيْصِهِ فَاحْتَضَنَهُ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ قَالَ : انَّمَا ارَدْتُ هَذَا يَا رَسُولَ اﷲِ.

عبد الرحمن بن ابو لیلیٰ، حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ لوگوں سے ہنسی مزاح کی بات چیت کر کے انہیں ہنسا رہے تھے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کمر میں لکڑی سے کچھ کا لگایا تو انہوں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) مجھے بدلہ دیجئے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم بدلہ لے لو۔ اس نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) آپ کے بدن پر قمیض ہے جبکہ میرے بدن پر قمیض نہیں تھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیض اوپر اٹھالی تو وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسلیوں (اور شکم) مبارک کو چومنے لگا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا یہی (حصول برکت کا) ارادہ تھا۔ (کہ میں آپ کے جسم اقدس سے مس ہونے کی سعادت حاصل کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ سے نجات پا جاؤں)۔" (ابو داود، سلیمان بن اشعث بن اسحاق، سنن ابو داوٗد، کتاب: الادب، باب: في قبلة الجسد حدیث نمبر: 5224،ج 4 ص 356)

## نبی کریم ﷺ کا اہل بیت کیلئے دعا فرمانا

نبی کریم ﷺ کا اہل بیت کیلئے دعا فرمانا اہل بیت کی عظمت کی طرف اشارہ ہے کہ امت اہل بیت کی عظمت کو یاد رکھے۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا سے چادر سے متعلق روایت ہے جسے مسند امام احمد میں ذکر کیا گیا ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أُمَّ سَلَمَةَ , تَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهَا، فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ بِبُرْمَةٍ، فِيهَا خَزِيرَةٌ، فَدَخَلَتْ بِهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا:" ادْعِي زَوْجَكِ وَابْنَيْكِ" , قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ , وَالْحُسَيْنُ , وَالْحَسَنُ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَجَلَسُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تِلْكَ الْخَزِيرَةِ، وَهُوَ عَلَى مَنَامَةٍ لَهُ عَلَى دُكَّانٍ تَحْتَهُ كِسَاءٌ لَهُ خَيْبَرِيٌّ , قَالَتْ: وَأَنَا أُصَلِّي فِي الْحُجْرَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذِهِ الْآيَةَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا سورة الأحزاب آية 33 , قَالَتْ: فَأَخَذَ فَضْلَ الْكِسَاءِ، فَغَشَّاهُمْ بِهِ، ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ، فَأَلْوَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ قَالَ: " اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي، فَأَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا , اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي، فَأَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا" , قَالَتْ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْبَيْتَ، فَقُلْتُ: وَأَنَا مَعَكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:" إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ، إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ" , قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ : وَحَدَّثَنِي أَبُو لَيْلَى ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، مِثْلَ حَدِيثِ عَطَاءٍ سَوَاءً , قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ : وَحَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ أَبُو الْحَجَّافِ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِهِ سَوَاءً. (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26508)

ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہنڈیا لے کر آگئیں جس میں خزیرہ تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بچوں کو بھی بلالاؤ چنانچہ حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین بھی آگئے اور بیٹھ کر وہ خزیرہ کھانے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک چبوترے پر نیند کی حالت میں تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے نیچے خیبر کی ایک چادر تھی اور میں حجرے میں نماز پڑھ رہی تھی کہ اسی دوران اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی اے اہل بیت اللہ تو تم سے گندگی کو دور کر کے تمہیں خوب صاف ستھرا بنانا چاہتا ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کا بقیہ حصہ لے کر ان سب پر ڈال دیا اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت اور میرا خاص مال ہیں تو ان سے گندگی کو دور کر کے انہیں خوب صاف ستھرا کر دے، دو مرتبہ یہ دعا کی اس پر میں نے اس کمرے میں اپنا سر داخل کر کے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی تو آپ کے ساتھ ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی خیر پر ہو، تم بھی خیر پر ہو۔ گزشتہ حدیث اس دوسری سند سے بھی مروی ہے جس میں سیدہ فاطمہ کے ساتھ سیدنا علی کا ذکر بھی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ ، عَنْ أَبِي الْمُعَذَّلِ عَطِيَّةَ الطُّفَاوِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ، قَالَتْ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي يَوْمًا، إِذْ قَالَتْ الْخَادِمُ: إِنَّ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ بِالسُّدَّةِ، قَالَتْ: فَقَالَ لِي:" قُومِي فَتَنَحَّيْ لِي عَنْ أَهْلِ بَيْتِي" , قَالَتْ: فَقُمْتُ فَتَنَحَّيْتُ فِي الْبَيْتِ قَرِيبًا، فَدَخَلَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ، وَمَعَهُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، وَهُمَا صَبِيَّانِ صَغِيرَانِ، فَأَخَذَ الصَّبِيَّيْنِ، فَوَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ، فَقَبَّلَهُمَا , قَالَ: وَاعْتَنَقَ عَلِيًّا بِإِحْدَى يَدَيْهِ، وَفَاطِمَةَ بِالْيَدِ الْأُخْرَى، فَقَبَّلَ فَاطِمَةَ وَقَبَّلَ عَلِيًّا، فَأَغْدَفَ عَلَيْهِمْ خَمِيصَةً سَوْدَاءَ، فَقَالَ: " اللَّهُمَّ إِلَيْكَ، لَا إِلَى النَّارِ، أَنَا وَأَهْلُ بَيْتِي" قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَأَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ:" وَأَنْتِ" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26540)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تھے کہ خادم نے آکر بتایا کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین دروازے پر ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھوڑی دیر کے لئے میرے اہل بیت کو میرے پاس تنہا چھوڑ دو، میں وہاں سے اٹھ کر قریب ہی جا کر بیٹھ گئی، اتنی دیر میں حضرت فاطمہ حضرت علی اور حضرات حسنین بھی آگئے وہ دونوں چھوٹے بچے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا اور انہیں چومنے لگے پھر ایک ہاتھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور دوسرے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے قریب کرکے دونوں کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کا بقیہ حصہ لے کر ان سب پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اے اللہ تیرے حوالے نہ کہ جہنم کے میں اور میرے اہل بیت، اس پر میں نے اس کمرے میں اپنا سر داخل کرکے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی تو آپ کے ساتھ ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی۔

یہ روایت پہلی سے اس طرح مختلف ہے کہ پہلی روایت میں ذکر ہے کہ اکیلی فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے جیسا کہ روایت ہے۔

### نبی کریم ﷺ کا کثرت سے روزے رکھنا

نبی کریم ﷺ کے معمولات میں شامل تھا کہ آپ ﷺ رمضان مبارک کے مہینے کے علاوہ بھی اپنے رب کی رضا کے لئے اور شوق محبت میں نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ اور ماہ شعبان میں آپ ﷺ کے اس ذوق وشوق میں اور بھی اضافہ ہو جاتا اور اسی محبت اور رضا کی خاطر آپ ﷺ اس ماہ میں بہت کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ اس لیے مومنین کے لئے بھی ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنا مسنون ہے اور پسندیدہ عمل ہے۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ فِي شَعْبَانَ(محمد بن عيسى ترمذي(1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث:302)

"اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کثرت کے ساتھ شعبان میں روزے رکھتے، اس کثرت کے ساتھ کسی دوسرے مہینہ میں نہیں رکھتے تھے۔"

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا اس کی روایت کی وضاحت مزید ایک دوسری روایت میں ہوتی ہے جس میں اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: ((مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ)) قَالَ أَبُو عِيسَى: " هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا قَالَ: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَدْ رَوَى الْحَدِيثَ، عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ جَمِيعًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "(محمد بن عيسى ترمذي(1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث:297)

"اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ شعبان اور رمضان کے علاوہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھتے میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ اسناد صحیح ہے، راوی

نے اسی طرح عن ابی سلمۃ عن اُمّ سلمہ کہا ہے۔ یہ حدیث ایک سے زائد لوگوں نے عن ابی سلمۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے روایت کی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابوسلمۃ بن عبدالرحمن نے

اس حدیث میں شعبان کے پورے روزے رکھنے کا ذکر ہے، جب کہ دوسری حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے بھی مکمل روزے نہیں رکھے۔ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ یہاں پر کامل کے معنی اکثر کے ہوں گے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ " آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے سارے روزے رکھتے تھے، مگر تھوڑے نہیں رکھتے۔"(قشیری، مسلم بن حجاج (1245ھ) صحیح مسلم ،کتاب الصیام، باب صیام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان، الرقم الحدیث:1157)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ لِلَّهِ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ(محمد بن عیسی ترمذي(1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحدیث:298)

"اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ اور کسی بھی مہینے کے بکثرت روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے بہت کم حصہ کے روزے نہ رکھتے بلکہ تمام شعبان کے روزے رکھتے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے جن دنوں کے روزے نہ رکھتے وہ بہت قلیل دن ہوتے، بلکہ یہ گمان کیا جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے شعبان کے روزے رکھے ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ " آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے مکمل روزے نہ رکھتے اور شعبان سے زیادہ کسی مہینہ کے روزے نہ رکھتے۔"(محمد بن اسماعیل بخاری(1380ھ) صحیح بخاری ،کتاب الصوم، باب صوم شعبان، حدیث:1959)

سنن ابی داوٗد کی روایت میں ہے کہ " آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیارا مہینہ جس میں روزے رکھیں وہ شعبان تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو رمضان سے ملا دیتے۔" (سنن أبي داود، کتاب الصیام، باب في صوم شعبان، حدیث:2431)اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے بعد سب سے محبوب مہینہ شعبان تھا، جس میں روزے رکھے جائیں۔

## نبی کریم ﷺ کا سوموار کا روزہ رکھنا

حضور خاتم النبیین ﷺ کے معمولات میں سے تھا کہ آپ ﷺ کچھ خاص دنوں میں بھی روزوں کا اہتمام فرمایا کرتے تھے جیسا کہ سوموار اور جمعرات کا روزہ آپ ﷺ کے معمولات میں شامل تھا۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ(م59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ أُمِّهِ ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ ، فَسَأَلْتُهَا عَنِ الصِّيَامِ، فَقَالَتْ: كَانَ النبيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلُهَا الِاثْنَيْنِ، وَالْجُمُعَةُ، وَالْخَمِيسُ . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحدیث:26480)

ہنیدہ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ کے پاس حاضر ہوئی اور ان سے روزے کے حوالے سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے جن میں سے پہلا روزہ پیر کے دن ہوتا تھا پھر جمعرات اور جمعہ۔

مسند أحمد بن حنبل اور سنن ترمذي میں ان دو دِنوں کے روزہ کی وجہ بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ پیر اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " ان دو دِنوں میں بنو آدم کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں ہر ایک کو معاف کر دیا جاتا ہے مگر اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں اور آپس میں دو ناراضگی رکھنے والوں کو معاف نہیں کیا جاتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان کو مہلت دو حتی کہ یہ صلح کرلیں۔" (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن الشحناء، حديث:2565) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت ہوتی کہ میرے اعمال جب پیش ہوں تو ان میں روزہ بھی ہو۔ (سنن ترمذي، كتاب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، حديث:747)

## نبی کریم ﷺ کا مستقل مزاجی اختیار کرنے کا حکم

نبی کریم ﷺ کا یہ امتیاز ہے کہ آپ ﷺ کے معمولات و اخلاقیات اور ہر عمل میں ہمیشہ مستقل مزاجی پائی جاتی تھی جو کام یا عمل کرتے مسلسل کرتے اور آپ ﷺ کی سنت سے امت کو بھی یہی درس ملتا ہے کہ ہر وہ کام عمل یا عبادت شروع کرو تو اس پر ہیشگی اختیار کرو۔ اعمالِ صالحہ پر ہیشگی اور مستقل مزاجی پسندیدہ امر ہے! عَمَلُهُ دِيْمَةٌ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہیشگی والا ہوتا۔ اور پھر یہ کہ آپ ﷺ مسلسل عمل کو پسند فرماتے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اللہ کا پسندیدہ عمل بھی یہی ہے کہ مستقل ہو چاہے تھوڑا ہو۔ اس بارے میں روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، وَأُمَّ سَلَمَةَ، أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتَا: ((مَا دِيمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ(محمد بن عيسى ترمذي(1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث:308)

" ابو صالح فرماتے ہیں کہ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سے سوال کیا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ تھا؟ تو انھوں نے فرمایا: " جسے ہمیشہ کیا جائے خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔"

نفلی روزہ، نماز، ذکر و اذکار ہو تو تھوڑے پر دوام سے ذکر، اطاعت اور اخلاص و مراقبے پر دوام ہو گا، اس کے اثرات اس ذکرِ کثیر سے اچھے ہوتے ہیں جو ترک کر دیا جائے یا جو مشقت کی وجہ سے منقطع کرنا پڑے۔ اس پر اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بھی ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ:" وَالَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَكَانَ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَيْهِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا".(محمد بن يزيد (140ھ)سنن ابن ماجہ،الرقم الحديث:1225)

"ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو قبض کیا، آپ وفات سے پہلے اکثر بیٹھ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے اور آپ کو وہ نیک عمل انتہائی محبوب اور پسندیدہ تھا جس پر بندہ ہیشگی اختیار کرے، خواہ وہ تھوڑا ہی ہو"

ہمیں چاہئے کہ نفلی روزہ ہو یا نفلی نماز، یا کوئی بھی نفلی عبادت ہو تو اس عمل میں ہمیشگی اور یکسانیت پیدا کریں۔ عمل اگر چہ تھوڑا ہو جب وہ ہمیشہ کیا جائے تو اس کی برکت نصیب ہوتی ہے۔

## 5:تعلیماتِ نبوی سے متعلق شمائل نگاری

### بیت المقدس سے حج پر آنے کی تعلیم

حج بیت اللہ بہت بڑی سعادت ہے اور اسلام کا رُکن اعظم ہے حُجاج اکرام جب حج کا ارادہ کرتے ہیں تو میقات سے احرام باندھتے ہیں ۔مگر نبی کریم ﷺ کی بیت المقدس سے محبت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی بیت المقدس سے حج کی نیت کر کے آتا ہے تو یہ افضل کام ہے۔ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور اس کی اہمیت و فضیلت بھی مسلمہ ہے اور وہاں سے احرام باندھ کر آنے کی فضیلت نبی کریم ﷺ نے اس طرح بیان کی کہ جو شخص بیت المقدس سے حج یا عمرے کا احرام باندھ کر آئے اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اُم المؤمنین حضرت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ أُمِّهِ أُمِّ حَكِيمٍ ابْنَةِ أُمَيَّةَ بْنِ الْأَخْنَسِ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، , قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ أَهَلَّ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِعُمْرَةٍ، أَوْ بِحَجَّةٍ، غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" , قَالَ: فَرَكِبَتْ أُمُّ حَكِيمٍ عِنْدَ ذَلِكَ الْحَدِيثِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ حَتَّى أَهَلَّتْ مِنْهُ بِعُمْرَةٍ. (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26558)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت المقدس سے حج یا عمرے کا احرام باندھ کر آئے اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے، اسی حدیث کی بناء پر ام حکیم نے بیت المقدس جا کر عمرے کا احرام باندھا تھا۔

سنن ابی داؤد میں کچھ اضافہ کے ساتھ روایت کے الفاظ یوں ہیں:ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے مسجد اقصیٰ سے مسجد الحرام تک حج یا عمرے کا احرام باندھا، اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یا فرمایا: اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“(ابو داؤد،(1380ھ) سنن ابی داؤد، الرقم الحدیث:1741) عبداللہ ابن عبدالرحمٰن کو شک ہوا ہے کہ معلوم نہیں آپ ﷺ نے دونوں سے کون سی بات کہی تھی۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ وکیع پر رحمت فرمائے، انہوں نے بیت المقدس سے مکہ کے لیے احرام باندھا۔

### اہل بیت کے احترام کی تعلیم

نبی کریم ﷺ نے اہل بیت کے احترام کی تعلیم دی کہ آپ کے اہل بیت کی عظمت و فضیلت قرآن سے ثابت ہے اور نبی کریم ﷺ کی متعدد احادیث سے ثابت ہے ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چھ بندوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے وہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے: جو کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی قدر کو جھٹلانے والا ہو اور ظلم و جبر کے ساتھ تسلط حاصل کرنے والا ہو تا کہ اس کے ذریعے اسے عزت دے سکے جسے اللہ نے ذلیل کیا ہے اور اسے ذلیل کر سکے جسے اللہ نے عزت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے والا اور میری عترت یعنی اہل بیت کی حرمت کو حلال کرنے والا اور میری سنت کا تارک۔“(حاکم

نیشاپوری(1380ھ)المستدرک الحاکم،الرقم: 3941۔2 / 572) اس حدیث کو امام ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ زُبَيْدٍ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " جَلَّلَ عَلَى عَلِيٍّ وَحَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَفَاطِمَةَ كِسَاءً، ثُمَّ قَالَ:" اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي، اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا" , فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا مِنْهُمْ؟ قَالَ:" إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:25550)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرات حسنین کریمین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمین کو ایک چادر میں ڈھانپ کر فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص لوگ ہیں اے اللہ ان سے گندگی کو دور فرما اور انہیں خوب پاک کردے حضرت ام سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں بھی ان میں شامل ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی خیر پر ہو۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری سند سے یہ روایت مزید مفصل ہے:

حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ لِفَاطِمَةَ:" ائْتِينِي بِزَوْجِكِ وَابْنَيْكِ" , فَجَاءَتْ بِهِمْ، فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ كِسَاءً فَدَكِيًّا، قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ: " اللَّهُمَّ إِنَّ هَؤُلَاءِ آلُ مُحَمَّدٍ، فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ" , قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَرَفَعْتُ الْكِسَاءَ لِأَدْخُلَ مَعَهُمْ، فَجَذَبَهُ مِنْ يَدِي، وَقَالَ:" إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:25597)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بچوں کو بھلاؤ چنانچہ حضرت علی اور حضرات حسنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمین بھی آ گئے۔ نبی علیہ السلام نے فدک کی چادر لے کر ان سب پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں تو محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرما بیشک تو قابل تعریف بزرگی والا ہے،اس پر میں نے اس کمرے میں اپنا سر داخل کرکے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی تو آپ کے ساتھ ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی خیر پر ہو، تم بھی خیر پر ہو۔

اہل بیت کی پاکیزگی وطہارت قرآن سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ-اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا(الاحزاب 33:33)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے

اِس آیت مبارکہ میں اہلِ بیت سے نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات بھی مراد ہیں اوربقیہ پاکیزہ نفوس یعنی خاتونِ جنت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا، حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کریمَین بھی شامل ہیں کیونکہ یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ان نفوس قدسیہ کو اپنی چادر میں لیکر دعا فرمائی اور ان سب کے بارے میں فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔یعنی کہ نبی کریم ﷺ کے دولت کدہ میں سکونت پذیر تمام لوگ اس آیت مبارکہ کے ضمن میں آتے ہیں کیونکہ یہ سب ہی اس آیت کے مُخاطب ہیں چونکہ ااس آیت مبارکہ میں اہلِ بیتِ نسب (نسبی تعلق والوں) یعنی حضرت فاطمہ حضرت علی اور امام حسن و حسین کا ذکر مخفی تھا، اس لئے آں سَرورِ عالَم ﷺ نے اپنے فعل مبارک (جس میں پنجتن پاک کو چادر میں لے کر ان کے لئے دعا فرمائی) سے بیان فرمادیا کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے شمار ہی طیبہ طاہرہ فاطمہ کے اہل خانہ ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ خواہ بیتِ مسکن کے اہل ہوں جیسے کہ اَزواج یا بیتِ نسب کے اہل (جیسے کہ) بنی ہاشم ومُطّلب یہ سب اہل بیت اطہار میں شامل ہیں۔ امام عبداللہ بن احمد نسفی ﷺ فرماتے ہیں : ” ان آیات (یعنی اس آیت اور اس کے بعد والی آیت) میں رسولِ کریم ﷺ کے اہلِ بیت کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ وپرہیز گاری کے پابند رہیں۔یہاں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیز گاری کو پاکی سے تشبیہ دی گئی کیونکہ گناہوں کا مُرتکب اُن سے ایسے ہی ملوث ہوتا ہے جیسے جسم نجاستوں سے آلودہ ہوتا ہے اور اس طرزِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ عقل رکھنے والوں کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقویٰ وپرہیز گاری کی ترغیب دی جائے۔(نسفی (1408ھ) تفسیر مدارک التنزیل ،الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۳،ص۹۴۰-۹۴۱)

## مردوخواتین کو تہبند باندھنے کی تعلیم:

نبی کریم ﷺ نے امت کو ہر چیز میں تقوی اور پرہیز گاری کی تعلیم دی غرض کہ ہر معاملے میں آپ ﷺ نے امت کی رہنمائی فرمائی جیسا کہ لباس کے معاملے میں اگر دیکھا جائے تو آپ ﷺ نے مرد کو تہبند ٹخنے سے اوپر رکھنے کی تعلیم دی ہے اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر بڑی چادریں اوڑھیں اور بڑی چادر کا استعمال پردے کی وجہ سے ہو نہ کہ غرور اور تکبر کی وجہ سے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمین اپنے اوڑھنے بچھونے میں کھانے پینے اور لباس میں وہی طریقہ اپناتے جو نبی کریم ﷺ نے ان کو بتایا۔ حضرت مصعب بن عمیر نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے آپ ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی پرورش نازو نعم میں ہوئی تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مکہ میں مصعب سے زیادہ کوئی حسین، خوش پوش اور نازونعم میں پلا ہوا نہیں۔ لیکن جب اسلام قبول کیا تو تمام آسانیاں اور نازو نعم چھوڑ دیے اور وہی طرز عمل اور طریقے اختیار کئے جو نبی کریم ﷺ کے تھے یہاں تک ایک بار جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جسم بھی پوری طرح ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف کھال کا ایک ٹکڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ جس پر بھی کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نظر پڑی تو فرمانے لگے الحمد للہ ان سب دنیاوالوں کی حالت بدل جانی چاہیے۔ ہم دیکھیں تو سادگی کی مخالف سمت تکبر ہے اگر کوئی تکبر کے پیش نظر کپڑا پہنے اور اسے گھسیٹ کر چلے تو اس کی ممانعت ہے۔ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا کی ایک روایت موجود ہے جس میں انہوں نے عورتوں سے متعلق پوچھا:

أُمُّ سَلَمَةَ : فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ [يَا رَسُولَ اللَّهِ] ؟ قَالَ: يُرْخِينَ شِبْرًا قَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ قَالَ: فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ( محمد بن عيسى (1420ھ)سنن ترمذي ،كتاب المناقب، ، الرقم : 36371731)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں اپنے کپڑوں کے دامنوں کے ساتھ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا : ”وہ ایک بالشت لٹکا سکتی ہیں اس نے عرض کی اس سے بھی ان کے پاؤں برہنہ ہو جاتے ہیں، آپ نے فرمایا: تو وہ ایک ہاتھ دامن لٹکا لیا کریں اس سے زیادہ نہ لٹکایا کریں۔“ نسائی، ترمذی نے اس کو بیان کرنے کے بعد صحیح کہا ہے۔

تکبر سے چادر یا شلوار کو زمین پر گھسیٹ گھسیٹ کر چلنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی لیے تکبر کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اللہ کا ناپسندیدہ عمل ہے۔

## نماز کی پابندی کی تعلیم

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں نماز کی تاکید اول ہے۔ ایمان لانے کے بعد انسان کے مسلمان ہونے کی سب سے بڑی نشانی نماز کی پابندی کرنا ہے۔ کیونکہ باقی تمام عبادات ہر کسی پر فرض نہیں اور ہر روز ادا نہیں کی جاتیں۔ اس لیے تمام عبادات مسلمان کی نمایاں نشانی اور کھلی پہچان نہیں بن سکتیں لیکن نماز ہر دن میں مسلمان کی پہچان ثابت ہوتی ہے۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے شمائل اور سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل خانہ کو نماز کی تلقین و تاکید کی جیسا کہ اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: كَانَ مِنْ آخِرِ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26483)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی کہ نماز کا خیال رکھنا اور اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہی کہتے کہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کھڑ کھڑانے اور زبان رکنے لگی۔

مسند امام احمد بن حنبل کی دوسری روایت میں بھی یہی الفاظ ہیں اور یہ آخری الفاظ تھے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ , أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حُضِرَ، جَعَلَ يَقُولُ: " الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" , فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِهَا، وَمَا يَكَادُ يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26657)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی کہ نماز کا خیال رکھنا اور اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہی کہتے کہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کھڑ کھڑانے اور زبان رکنے لگی۔

حدیثِ مذکورہ میں جو الفاظ ہیں اس سے نماز کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ اور اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے کہ مسلمان کی آخری نشانی و علامت نماز ہوگی، اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

حَدَّثَنَا يَزِيدُ ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مُحْصِنٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّهُ سَتَكُونُ أُمَرَاءُ تَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ أَنْكَرَ، فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ كَرِهَ، فَقَدْ سَلِمَ، وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ" , قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ:" لَا، مَا صَلَّوْا لَكُمُ الْخَمْسَ" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26528)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاعنقریب چھ حکمران ایسے آئیں گے جن کی عادات میں سے بعض کو تم اچھا سمجھو گے اور بعض پر نکیر کرو گے سو جو نکیر کرے گا وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہو جائےگا اور جو ناپسندیدگی کا اظہار کر دے گا وہ محفوظ رہے گا، البتہ جو راضی ہو کر اس کے تابع ہو جائے (تو اس کا حکم دوسرا ہے) صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جب تک وہ تمہیں پانچ نمازیں پڑھاتے رہیں۔

حدیثِ مذکورہ میں نبی کریم ﷺ نے مسلمان کے ایمان کو جانچنے کا جو طریقہ بتایا وہ نماز ہے۔یعنی اس سے مراد ہے کہ نماز مسلمان کی آخری نشانی ہے جب یہ بھی نہ رہی تو نشانِ ایمان خطرے میں ہے۔

## نمازِ وتر کی تعلیم

نبی کریم ﷺ نے نماز کی تلقین و تاکید کی اور پابندی کی تعلیم دی تو ساتھ ساتھ وتر کی نماز کی تاکید بھی کی گئی یہی وجہ ہے کہ وتر کی نماز واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تین وتر بھی ادا کئے، اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ:" يَا عَائِشَةُ، إِنَّهُ، أَوْ إِنِّي، تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:24073)

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ماہ رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے جن کی عمدگی اور طوالت کا تم کچھ نہ پوچھو، اس کے بعد دوبارہ چار رکعتیں پڑھتے تھے، ان کی عمدگی اور طوالت کا بھی کچھ نہ پوچھو، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے، ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

سنن ابی داؤد میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی قیس نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کتنے وتر پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: چار اور تین۔ چھ اور تین، آٹھ اور تین، دس اور تین مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔(ابو داؤد،(1380ھ) سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب فی صلاۃ اللیل، حدیث:1362 صحیح بخاری میں ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسروق کو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز صبح کی سنتوں کے علاوہ سات، نو اور گیارہ رکعت ہوتی تھی۔(محمد بن اسماعیل بخاری(1380ھ) صحیح بخاری کتاب التھجد، باب کیف کان صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث:1139 امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درست بات یہ ہے کہ یہ روایت متعدد واقعات پر محمول ہو گی، بیانِ جواز اور طبیعت ہلکی اور بوجھل ہونے پر اس کا انحصار ہو گا۔

## نماز کے بعد تسبیح فاطمہ کی تعلیم

نبی کریم ﷺ نے نماز کی تاکید کے ساتھ ساتھ ذکر واذکار کی تعلیم دی جس میں تسبیح فاطمہ کے نام سے ایک ذکر مشہور ہے۔ نماز کے بعد تسبیح فاطمہ کی روایت کی راوی سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خادمہ کی درخواست لے کر آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ چکی پر آٹا پیس پیس کر اور اسے گوندھ گوندھ کر ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنْ يَرْزُقْكِ اللَّهُ شَيْئًا يَأْتِكِ، وَسَأَدُلُّكِ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذَلِكَ إِذَا لَزِمْتِ مَضْجَعَكِ، فَسَبِّحِي اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَذَلِكَ مِائَةٌ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنَ الْخَادِمِ، وَإِذَا صَلَّيْتِ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقُولِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ , عَشْرَ مَرَّاتٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ , وَعَشْرَ مَرَّاتٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَإِنَّ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ تُكْتَبُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَتَحُطُّ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَكُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَلَا يَحِلُّ لِذَنْبٍ كُسِبَ ذَلِكَ الْيَوْمَ أَنْ يُدْرِكَهُ , إِلَّا أَنْ يَكُونَ الشِّرْكُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَهُوَ حَرَسُكِ مَا بَيْنَ أَنْ تَقُولِيهِ غُدْوَةً إِلَى أَنْ تَقُولِيهِ عَشِيَّةً مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ، وَمِنْ كُلِّ سُوءٍ". احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26551)

اگر اللہ نے تمہیں کچھ دیناہواتووہ تمہیں مل کر رہے گا، البتہ اس وقت میں تمہیں اس سے بہترین چیز بتاتاہوں جب تم اپنے بستر پر لیٹاکروتو۳۳مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۴مرتبہ الحمدللہ کہہ لیاکرو یہ کل سو ہو گئے یہ کلمات تمہارے حق میں خادم سے بھی بہتر ہیں اور جب فجر کی نماز پڑھاکروتو دس مرتبہ نماز فجر کے بعد اور دس مرتبہ نماز مغرب کے بعد یہ کہہ لیاکرو لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت بیدہ الخیر وہو علی کل چیز قدیر توان میں سے ہر کلمے کے بدلے تمہارے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس گناہ مٹادیئے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کا ثواب اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا اور شرک کے علاوہ اس دن کا کوئی گناہ تمہیں پکڑ نہ سکے گا اور صبح جس وقت تم یہ کلمات کہوگی توشام تک ہر شیطان اور برائی سے تمہاری حفاظت کاذریعہ بن جائیں گے۔

اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد یہ دعاء فرماتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، عمل مقبول اور رزق حلال کا سوال کرتا ہوں۔

عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ مَوْلًى لِأَبِي سَلَمَةَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ , سَمِعَ أُمَّ سَلَمَةَ ، تَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ سَلَّمَ:" اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا وَاسِعًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26602)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد یہ دعاء فرماتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، عمل مقبول اور رزق حلال کا سوال کرتا ہوں۔

فرض نمازوں کے بعد مختلف دعائیں اور ذکر واذکار اور تسبیحات احادیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، ان میں سے بعض مختصر ہیں اور بعض طویل ہیں ان سب کو پڑھنا پسندیدہ عمل ہے۔

## 6: فقہی مرویات اور شمائل نگاری

### بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا فقہی حکم

فقہی اعتبار سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات میں سے بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی وضاحت بڑی خوبصورت ہے۔ نبی کریم ﷺ بیٹھ کر بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور کبھی بیٹھ کر شروع کرتے اور پھر کھڑے ہو جاتے اس سے متعلق روایت ہے کہ: اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ ، حَدَّثَنَا يُونُسُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: " مَا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرَ صَلَاتِهِ جَالِسًا" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26544)

"حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا جس وقت وصال ہوا تو آپ ﷺ کی اکثر نمازیں بیٹھ کر ہوا کرتی تھیں"

اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص نفل نماز بیٹھ کر کر شروع کرے وہ رکوع میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور بعض اہل الرائے کا موقف اس کے خلاف ہے مگر درست بات یہی ہے جیسا کہ حدیث ہذا میں ہے اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جتنی قرأت فرماتے بیٹھنے کی حالت میں اس سے زیادہ پڑھتے کیونکہ بقیہ عموماً تھوڑی چیز پر بولا جاتا ہے۔ (قشیری، مسلم بن حجاج(1245ھ) صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین ،الرقم الحدیث: 505) نبی کریم ﷺ اکثیر وبیشتر اگر کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے۔ البتہ یہ بات مقرر ہے کہ کسی معذوری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کی جائے تو اجر و ثواب پورا ملے گا اور اگر بلا عذر بیٹھ کر پڑھے تو نصف اجر کا حق دار ہو گا۔ یاد رہے کہ اس قاعدہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر حال میں پورا اجر ملے گا۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ(م59ھ) رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ:" وَالَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَكَانَ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَيْهِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا".ابن جاجہ ،الرقم الحديث:1225)

"ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو قبض کیا، آپ وفات سے پہلے اکثر بیٹھ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے، اور آپ کو وہ نیک عمل انتہائی محبوب اور پسندیدہ تھا جس پر بندہ ہیشگی اختیار کرے، خواہ وہ تھوڑا ہی ہو

عمل اگرچہ تھوڑا ہو لیکن اس پر ہیشگی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کو بہت پسند ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی عمل میں اگر ہیشگی اور پختگی ہو تو اس کی وجہ سے وہ اس کثیر عمل سے بڑھ جاتا ہے جو چند روز کے لئے کیا جائے۔ یہ سلسلہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک یا دو سال قبل اس وقت شروع ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں ضعف آ چکا تھا۔ کمزوری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دیر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے لہٰذا اکثر نفلی عبادات بیٹھ کر فرماتے۔

## مستحاضہ عورت کی نماز کا فقہی حکم

فقہی اعتبار سے سیدہ ام سلمہ کی مرویات میں سے حیض والی خواتین کے کے لئے بھی رہنمائی موجود ہے نبی کریم ﷺ کی امامت میں خواتین نماز پڑھتی بھی تھی اور مسائل بھی پوچھتی تھیں کہ اگر کسی عورت کی ماہواری کی سابقہ عادت متعین ہو یعنی اسے ہر ماہ مثلاً: سات دن حیض آتا ہو، پھر کسی مہینے سابقہ ایام سے زیادہ حیض کا سلسلہ جاری رہے، یہاں تک کہ دس دنوں سے بھی زیادہ کی مدت ہو جائے تو ایامِ عادت (مثلاً: سات ایام) کا خون تو حیض سمجھا جائے گا، اور اس کے بعد کے دنوں کا خون استحاضہ سمجھا جائے گا، عورت اسی حالت میں نماز بھی پڑھے گی، اور روزہ بھی رکھے گی۔ اس بارے میں ایک روایت اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ تُهَرَاقُ الدَّمَ، فَقَالَ: " تَنْتَظِرُ قَدْرَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ وَقَدْرَهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ، فَتَدَعُ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لِتَغْتَسِلْ، وَلْتَسْتَثْفِرْ، ثُمَّ تُصَلِّي" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:26510)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت کا حکم دریافت کیا جس کا خون مسلسل جاری رہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اتنے دن رات تک انتظار کرے جتنے دن تک اسے پہلے ناپاکی کا سامنا ہوتا تھا اور مہینے میں اتنے دنوں کا اندازہ کرلے اور اتنے دن تک نماز چھوڑے رکھے، اس کے بعد غسل کر کے کپڑا باندھ لے اور نماز پڑھنے لگے۔

استحاضہ کا خون دراصل بیماری کا خون ہے، اور ایام میں بے قاعدگی خواتین کا عمومی عارضہ ہے اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس خون کی وجہ سے نماز سے منع نہیں فرمایا۔

## حالتِ جنابت میں روزہ کا فقہی حکم

فقہی اعتبار سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات میں سے سے حالتِ جنابت کی صورت میں روزہ کا اہم مسئلہ ہے۔ نبی کریم ﷺ بعض دفعہ اپنی ازواج مطہرات کے پاس جاتے اور پھر صبح سحری بھی کر لیتے۔ وقت کی قلت کے سبب اگر فوری غسل کرنا ممکن نہ ہو تو حالتِ جنابت میں سحری کرنا جائز ہے اور راجح قول یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رعایت عطا فرمائی ہے جیسا حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ سُمَيٍّ ، وَعَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، وَأُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرَ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَصُومُ" ، وَقَالَتْ فِي حَدِيثِ عَبْدِ رَبِّهِ:" فِي رَمَضَانَ".(احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحديث:24074)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اختیاری طور پر وجوب غسل کی کیفیت میں ہوتے اور پھر روزہ بھی رکھ لیتے تھے۔

حدیثِ مذکورہ میں وضاحت موجود ہے کہ اگر کسی مسلمان کے ساتھ ایسی کیفیت پیش آجائے تو غسل کر کے روزہ رکھ لے اور اگر نہ کر سکے تو اجازت ہے۔ کہ اگر کسی شخص پر غسل واجب ہو اور وہ صبح صادق سے پہلے غسل نہ کر سکا اور سحری کر کے

روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ درست ہے البتہ جلد از جلد غسل کر لینا چاہیے، غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ فجر کی نماز قضا ہو جائے گناہ کا باعث ہے۔

## کھانا کھانے کے بعد وضو کا فقہی حکم

فقہی اعتبار سے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات میں سے ایک باوضو شخص کا کھانا کھا لینا اور کھانا کھانے کے بعد وضو نئے سرے سے کرنا یا نہ کرنا اہم فقہی مسئلہ ہے جس کی وضاحت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ملتی ہے۔ شروع اسلام میں جس چیز کو آگ کا اثر پہنچا ہو، آگ پر اسے پکایا گیا ہو تو اس کے کھانے سے وضو ختم ہو جاتا تھا، لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے آخری امر آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو نہ کرنا ثابت ہے۔ مگر لغوی وضو یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا بہتر ہے۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا زیادہ احوط اور اصح ہے۔(محمد بن عیسی (1420ھ) سنن ترمذي، أبواب الأطعمة، باب ماجاء في أكل الشوى، 1829)

أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا ((قَرَّبَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَمَا تَوَضَّأَ(محمد بن عيسى ترمذي(1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحديث:160)

"ام المؤمنین سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلو (دستی) کا بھُنا ہوا گوشت پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور وضو نہ کیا۔"

## عورت اور مسجد فقہی حکم

فقہی اعتبار سے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات میں سے عورتوں کے مسجد جانے یا نا جانے سے متعلق روایت بہت اہم ہے۔ عورتوں کے لیے مسجد میں جا کر نماز ادا کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ عہدِ فاروقی میں خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فساد اور انتشار کے سبب عورتوں کے مسجد آنے پر پابندی لگا دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے اور اسلامی احکام کی تکمیل اور تعلیم کا مقصد پورا ہونے کے بعد جب عورتوں کے خروج کی ضرورت بھی نہ رہی اور ماحول کے بگاڑ کی وجہ سے فتنے کا اندیشہ ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں (خصوصاً جوان عورتوں) کے نماز میں حاضر ہونے سے منع فرما دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اعتراض نہیں کیا۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

عَنِ السَّائِبِ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوتِهِنَّ»(ابن شهاب (1417ھ)مسند شہاب،الرقم الحديث1252)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کے اندرونی حصے ہیں۔"

اس حدیث سے پتا چلا کہ عورتوں کا مسجد کی بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کا مسجد میں آکر نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

## خلاصہ بحث

اسلامی تاریخ میں اُم المؤمنین سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان جلیل القدر خواتین میں ہوتا ہے جنہوں نے نہ صرف ابتدائے اسلام میں قربانیاں دیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں شامل ہو کر علم و حکمت کا خزانہ امت کو منتقل کیا۔ ان کی شخصیت ایک بلند پایہ عالمِہ، فقیہہ اور محدثہ کے طور پر نمایاں ہے۔ شمائل نبوی ﷺ میں بھی سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کثیر تعداد میں موجود ہیں جن سے نبی کریم ﷺ کے شمائل کا علم امت تک پہنچتا ہے۔

آج ہم مال و دولت کی حرص میں مال جمع کرتے ہیں اور مال بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں مگر حضرت اُم سلمیٰ کی مرویات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی مال و دولت جمع کرنے کو ترجیح نہ دی بلکہ جو بھی ہوتا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے اور آپ ﷺ کا یہ عمل اللہ سے محبت اور فکر آخرت کے سبب تھا۔

اگر نبی کریم ﷺ کے پسینہ اطہر کی بات کی جاے تو نبی کریم ﷺ کا پسینہ اطہر روئے زمین کی سب سے اعلیٰ خوشبو تھی مگر نبی کریم ﷺ خوشبو استعمال کرتے تاکہ خوشبو کا استعمال اور پاکیزہ رہنا اُمت کیلئے سنت بن جائے۔۔

نبی کریم ﷺ نے اہل بیت کے احترام کی تعلیم دی کہ آپ ﷺ کے اہل بیت کی عظمت و فضیلت قرآن سے ثابت ہے اور نبی کریم ﷺ کی متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہما اجمین کی محبت ہی ایمان کے کامل ہونے کی نشانی ہے اور ان سے محبت نہ ہو تو ایمان بھی دل سے نکل جاتا ہے اور اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کو وہی لوگ پسند ہیں جو اہل بیت اطہار سے محبت کرتے ہیں

۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں نماز کی تاکید اول ہے۔ ایمان لانے کے بعد انسان کے مسلمان ہونے کی سب سے بڑی نشانی نماز کی پابندی کرنا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے نماز کی تاکید کے ساتھ ساتھ ذکر و اذکار کی تعلیم دی جس میں تسبیح فاطمہ کے نام سے ایک ذکر مشہور ہے۔ نماز کے بعد تسبیح فاطمہ کی روایت کی روای سیدہ ام سلمہ ہیں۔

فقہی اعتبار سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات میں سے بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی وضاحت بڑی شاندار ہے۔ نبی کریم ﷺ بیٹھ کر بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور کبھی بیٹھ کر شروع کرتے اور پھر کھڑے ہو جاتے۔

فقہی اعتبار سے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات میں سے حیض والی خواتین کے مسائل پر بھی تبصرہ موجود ہے جن میں ان کے مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

مختصر یہ کہ سیدہ اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ﷺ کے شمائل میں سے جو تعلیمات ہمیں ملتی ہیں اگر ہم ان تمام تعلیمات کو پیش نظر رکھ کر زندگی گزاریں تو دنیا و آخرت میں کامیابی ہمارا مقدر بنے گی۔ اور آپ ﷺ سے محبت اور ایمان کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہو گا۔

### مصادر و مراجع:

ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، تقی الدین، (1428ھ) التعلیقات علی متن لمعۃ الاعتقاد، ریاض، دار عالم الفوائد۔

ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، شھاب الدین، (1415ھ) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، بیروت، دار الکتب العلمیہ۔

ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، شھاب الدین، (1415ھ) تہذیب التہذیب، بیروت، دار الفکر۔
ابن سعد، محمد بن سعد، ابو عبد اللہ، (1408ھ) الطبقات الکبریٰ، بیروت، دار صادر۔
ابن سعد، محمد بن سعد، ابو عبد اللہ، (1410ھ) الطبقات الکبریٰ، بیروت، دار صادر۔
ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء، (1430ھ) تفسیر ابن کثیر، بیروت، دار الکتب العلمیہ۔
ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبد اللہ، (1430ھ) سنن ابن ماجہ، بیروت، دار الفکر۔
ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، ابو محمد، (1420ھ) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، بیروت، دار الکتب العلمیہ۔
ابو داوٗد، سلیمان بن اشعث، ابو داوٗد، (1423ھ) سنن ابی داوٗد، بیروت، دار الفکر۔
احمد بن حنبل، احمد بن محمد، ابو عبد اللہ، (1415ھ) مسند احمد، بیروت، دار صادر۔
البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، (1421ھ) الادب المفرد، بیروت، دار البشائر الإسلامیۃ۔
البخاری، محمد بن اسمائیل، ابو عبد اللہ، (1430ھ) الصحیح (صحیح البخاری)، قاہرہ، دار الاحیاء الکتب العربیہ۔
البلاذری، احمد بن یحییٰ، ابو عبد اللہ، (1403ھ) فتوح البلدان، بیروت، دار و مکتبۃ الھلال۔
ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، (1425ھ) جامع الترمذی، بیروت، دار الغرب الإسلامی۔
الذہبی، محمد بن احمد، شمس الدین، (1422ھ) سیر اعلام النبلاء، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ۔
سباعی، مصطفی، الشیخ، (1423ھ) نساء النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دمشق، دار الوری۔
سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، شمس الدین، (1405ھ) تذکرۃ المحدثین، ریاض، مکتبۃ الرشد۔
الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، (1409ھ) تاریخ الطبری، بیروت، دار التراث۔
طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، (1420ھ) جامع البیان فی تفسیر القرآن، بیروت، دار المعرفۃ۔
عبد الرحمن بن عبد الکریم، الشیخ امینہ حسان، (1430ھ) سیر الصحابیات مع اسوۃ صحابیات، قاہرہ، دار السلام۔
عبد الرزاق الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، ابو بکر، (1410ھ) المصنف، بیروت، المکتب الإسلامی۔
قَسْطَلانی، احمد بن محمد، شمس الدین، (1424ھ) المواہب اللدنیۃ، بیروت، دار الکتب العلمیہ۔
مالک بن انس، مالک بن انس، ابو عبد اللہ، (1415ھ) موطأ امام مالک، بیروت، دار إحیاء التراث العربی۔
مسلم، مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، (1427ھ) الصحیح (صحیح مسلم)، ریاض، دار السلام۔
ندوی، سید سلیمان، ابو الحسن، (1392ھ) سیر الصحابہ، لکھنو، ندوۃ العلماء۔
نسائی، احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمن، (1421ھ) سنن النسائی، بیروت، دار الکتب العلمیہ۔